جلد ۴ | میرٹھ دوشنبہ ۷ شعبان المعظم ۱۳۱۷ ہجری مطابق ۱۱ دسمبر ۱۸۹۹ع | نمبر ۵۰

مقدمۃ الجیش

آخر پھوڑا

مسٹر تلک ہی ذہین نکلے اور بہت کچھ سوچ سمجھ کر مسٹر نے بوجہ بیروں ہونیکے فوراً ہی معافی نامہ چھاپ دیا۔ اگر سوچا کہ لگوں خوشی میں پھنسے جو لکھنا تھا سو لکھ ہی دیا۔ اب تو نیئں والی چال چل جاؤ۔ ابتدا میں تھے سو پہنچے تو پیچھے ہی سہی اگر بری تھوڑے سے کام ہوا اور مزے سے ڈیڑھ دو ہزار روپے کے خرچ سے بچ جاؤگے درمیانی رکاوٹ بیچ میں پڑی ہیرا پھیری سے بچ جان بچی۔ ہمیں خیال ہے کہ نوٹس لینے کی معافی نامہ چھاپ ڈالا کہ سمجھ میں نہیں آتا مسٹر تلک واقعی ایسی سخت تقصیر اور صدمہ پہنچا ہوگا البتہ اخبار والے نکتہ چین ہیں مگر مسٹر تلک کے اس تحریر پر ذرا سی توجہ بھی اور نشر بھی نہیں بجائے کہ مدعا علیہ کھینچ ہی کر بچا رہنا جائے وہاں بھی مسٹر بیاد کو زرا گردن بڑھا کر معافی مانگنی پڑی۔ یہ معافی جو کہ باضابطہ اور جبر کر کے میدان نہیں ہے

بہت چل نکلا تھا

خدا کی شان کہ لندن کے بیچ بیچ بعض اخبارات ایسے نکلے ہیں جو ہماری گورنمنٹ کو آڑے ہاتھوں لیتے رہتے ہیں۔ انکا قول ہے کہ سیکی گورمین یا دون پیدا ہونے نہیں خرابیاں کی کہنگی ایسی ہیں کہ سب کچھ سمجھا انہیں کے اخبار ڈیلی کرانیکل ہے جسکے ایڈیٹر کا نام مسٹر ڈبلیو ایچ مسنگھم ہے۔ یہ بڑا ہی آزاد شخص ہے۔ جب کبھا ہے گورنمنٹ برطانیہ کی کشتی رو کی کہتا ہے۔ بہرحال میں حق کی طرفداری کرنا چاہتا ہے گورنمنٹ نے بھی جو ایک دوسری کشتی یا جنگ سے دم دیو ہاں کے دلدے یہ بیروز صدر ٹرنسوال کا طرفدار رہا۔ گورنمنٹ انگلستان کی نسبت لکھتا تھا کہ بس فساد کی جڑ یہی ہے کہ حضرت چالبازی کرکے دو سلطنتوں کی تنبیہ کرا دیتی ہے اور کہتا ہے کہ تماشہ دیکھتی ہے مزہ لوٹتی ہے نفع حاصل کرتی ہے جنگ ٹرانسوال کی نسبت بھی ایسے ہی مضمون لکھتا تھا کہ برٹش گورنمنٹ ذرا ٹھہرا ہے کہ جتنا چاہیے بیڑا ہے اب وہاں باختیار رہیں یہی ہنگامہ ہے بہ بھی سنا دل نہیں پڑتا جاتا ہے اگر حد سے قدم نکلے گر رہے اخبار کا ہم

ڈھول کی پھب پھب

کسی گورنمنٹ ذاتی شان جیسی کا ڈنکا تو ایسا بجا رکھا ہے کوئی کہتی کہ بڑی بھاری سلطنت ہوگی اسکی فوج ایسی بہادر ہوگی کہ ایسی بہادر ہوگی مگر وہ جو کہتے ہیں کہ دور کے ڈھول سہانے لگتے ہیں آواز ہی آواز ہے بیان سے دور خان کو ساری خدائی پیار تھا جا جانی کی فکر لگی ہوئی ہے۔ گھر کا انتظام نہیں کیا جاتا علاوہ قاف رود میں ہے۔ وہاں قرا قیہ تھا وہ زور ہوکر الانا و حنیفہ۔ ایک مجرم پکڑنے کے نام مشہور ہے کہ اکثر لوٹ مار کا شیوہ ہی اختیار کر رکھا ہے یکے بعد دیگرے اسی لوٹ مار کی اودہم مچا رکھی ہے۔ رعایا کا دم سولی پر اور روسی فوج کا دم ناک میں کر رکھا ہے ہر چند یہ کوشش کرتی ہے۔ مانتی ڈاکو ہیں کہ مگر ملنا خبر سے نباشد کا مضمون ہے۔ قزاقوں نے اپنی چھاؤنی اور بچاؤ سے روسی فوج کا قافیہ تنگ کر رکھا ہے جو کسی بری طرح جو ترکی علاقہ میں بھی اسی طرح بہت عرصہ ہوا کے اکثر دنگا ہی تھا یا دن نکالی تو ترکی فوج نے ذرا ہی سی ہرکو یا کر دی

اُف ری جوشش

دیکھئے ٹرانسوال کی جنگ کیا رنگ لاتی ہے۔ فتح تو ہماری ہی گورنمنٹ کو ہوگی کیونکہ وہ بنائی اللہ نے اسیکے لئے ہے جب سے یہ پیدا ہوئی ہے سیکڑوں میدان جیتنے اور جب کسی سے جنگ کی اسی کو فتح ہوئی۔ گذشتہ جنگون مین دوبار جو فتح لوگون سے لڑتے لڑتے برٹش گورنمنٹ نیچا کھاکے ذرا کم ہوگئی۔ اور پہلی دفعہ انگوٹ بند سوانی دو دیشون سے لڑتے لڑتے کمی بچ گئی۔ اسکو شکست نہین کہتے مصلحت وقت حفاظت شان کہتے ہین جو انگریزی مقولہ کے موافق ہر انسان پر فرض ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ فتح ہماری گورنمنٹ شریف کیلئے گڑی گئی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ جنگ ٹرانسوال مین لے فتح ہو۔ مگر ملن ذرا کسالا اٹھانا پڑیگا۔ کیونکہ کمبخت ڈچون کو بوئر نے کچھ ایسا اُبھار دیا ہے کہ ادنا بچہ بچہ اسی کوشش مین لگا ہوا ہے کہ کسیطرح ٹرانسوال سرزمین سے انگریزون کے قدم اوکھڑ جائین بلکہ وہ یہ چاہتے ہین کہ انکا بچہ تک ستیاناس کردین۔ تمام رعایا آنریبل غرا ربی ہے۔ امیر ہو یا غریب۔ بڈھا ہو یا جوان ہر شخص پھاڑ کھانے کو دوڑتا ہے۔ جان سے مال سے ٹرانسوال کو مدد دینے کے لئے حاضر ہین۔ بلکہ وہ تو یہ کہتے ہین کہ ہم آپ سمجھ لینگے گورنمنٹ کو تکلیف کرنے کی کوئی ضرورت نہین۔

حال مین ٹرانسوال کے ایک بہت بڑے سردار نے یہ اجازت مانگی کہ اگر حکم ہو تو مین ایسا ایک بیڑہ جہازون کا تیار کردون جو انگریزی جہازات کو اوس کا رُخ بھی نکرنے دے۔ تیرے کے پرے ہی اوڑا دے۔ اور پھر کمال تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ گولہ بارود سب میرا۔ افسر بھی میرے۔ مگر پریسیڈنٹ کروگر نے درخواست نامنظور کی۔ اور کہا کہ ادن کا قافیہ تنگ کرنے کے لئے ہماری فوجین کیا تھوڑی ہین۔

خیر جاؤ مگر نجاؤ تو بہتر

دیکھو یارو گورنمنٹ نے تمہارے ہی فائدے کیلئے اعلان جاری کیا ہے کہ مکہ شریف جانے والے اگر اپنے ذوق و شوق کو مٹھی مین دبالین حسرت و تمنا کا پیٹ دباکے اگر دن ہو بیٹھین۔ مکہ شریف جانے مین طرح طرح کی آفتون کا سامنا کرنا پڑیگا۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ گھر سیدھے پڑے رہین۔ اور اگر کوئی شخص اس مشفقانہ نصیحت کو گوش زد نہ کرے اور یہی کہے کہ چاہے جان جاتی ہے مگر مین تو وہین ہو کے رہونگا تو خیر اوسکے لئے اجازت ہے مگر اوسکو چاہیے کہ چار رجامہ کسنے سے پیشتر وہ ان اٹکلون کی تجویز کرے۔ ایک تو یہ رقم اپنے ساتھ اسقدر لے جو آرام کیساتھ پہونچ بھی جائے اور چلا بھی آئے۔ یہ نہو کہ ٹھیک دردیشون کیطرح لنگر لنگوٹا کسا اور لا اللہ کہتے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ناک کی سیدھ باندھی اور چل پڑے۔ رستہ مین دانہ پانی سے پریشان اور گرتے پڑتے حیران ہو کر دوسرون کو بھی پریشان کرین۔ مرکھپکے وطن پہنچ جائین تو بس مین سکے ہورہین۔ بال بچون کا یا فا و روطن کی محبت مین وہین پڑے پڑے پاؤن رگڑا کرین۔ اور آخر مایوس ہو کر وہین بیٹھ رہین۔ لہذا راہ خرچ کی رقم علیحدہ رکھ لیجائیگی اور خرچ خوراک کی علیحدہ۔ جسکا اوسط ۔ ۔ ۵ روپیہ پیچھا گیا ہے جس شخص کے پاس اسقدر رقم ہو وہ بے دغدغہ لنگر لنگوٹا کسکر کیپ عبداللہ پور مین آجائے اور ڈاکٹر صاحب کے ملاحظہ کیلئے مستعد ہو بیٹھے۔ جب وہ اچھی طرح جانچ پڑتال کرلین اور اوسکی صحت کی نسبت اپنا اطمینان بھی ظاہر کردین تو پہلے کے روانہ ہو جانے مین کوئی شبہ نہین۔ چاٹگام سے پہلا جہاز ۱۵ دسمبر کو چھوٹیگا اور دوسرا جنوری مین۔ اور اگر تیسرے کی بھی ضرورت پڑی تو تیسرا جہاز فروری کے شروع مین چھوٹا جائیگا۔

مدد کرو ضرور کرو

دیکھو یارو! برٹش گورنمنٹ اسوقت طرح طرح کی مصیبتون مین پھنسی ہوئی ہے اسوقت تم سبکو چاہیے کہ لنگر لنگوٹ کس لو اور ناچیکر دشمنون کی گردنون پر چڑھ بیٹھو۔ اور ایسا آمین مارو کہ پھر وہ قیامت تک سر نہ اٹھا سکین۔ اور ہماری گورنمنٹ بے کھٹکے پاؤن پھیلائے خراٹے اوڑائے قیامت تک سلطنت کی کروٹ نہ بدلے۔ اور اگر ہتھیار نہونیکی وجہ سے بدست و پائی کا عذر کرو تو اچھا خیر تمنے پائی سے ہی مدد کرو ٹرانسوال کے مجروحین کیلئے ادھر ادھر چندہ ہو رہا ہے اس کار خیر مین شریک ہو کے تم سعادت کونین کا مکان پختہ بندو انگلستان حاصل کر لو ہمارے کرمفرما نواب شیخ عبدالکریم سی آئی ای رئیس اعظم میرٹھ نے بے مانگے ایک ہزار روپیہ دیڈالا۔ ان کے بعد حضور نظام خلداللہ ملکہ کو جوش فیاضی اوٹھا۔ اونہون نے ۵ ہزار جیب خاص الخاص سے دیڈالا۔ اور ۲۰ ہزار دیوانی اور سررشتہ صرف خاص سے فنڈ کرادیا۔

لو اب تو بسم اللہ ہوگئی۔ اب کیا دیر ہے سلسلہ جاری کردو۔ رقم کی کوئی قید نہین لگائی جاتی جو جس کی توفیق ہو مگر جو کچھ دو زندہ دلی کیساتھ۔ ہنسی خوشی۔ اگر رو رو کے گانٹھ کھولی سر مرکے پیسہ ہاتھ سے چھوڑا۔ تو بمصداق طعام البیت بیت القلب۔ وہ پیسہ جس مجروح کی چارہ سازی مین لگیگا۔ اوسکو نفع ہونا تو کیسا۔ اوس کے کفن دفن کا نقصان گورنمنٹ عالیہ کے خزانہ پر پڑیگا۔

بہرحال جس طرح ممکن ہو۔ اسوقت بہادر مجروحین کی امداد مین کوشش کرو۔ گورنمنٹ کو تمہارے پیسہ کوڑی کی محتاج نہین۔ مگر تم کو خود چاہیے کہ ہمدردی اور وفاداری کے ثبوت کے لئے عقیدت کے ساتھ ضرور کچھ نذر پیش کرو۔

انگلینڈ کے پہلو مین کانٹا

روسی ہی ہمارے حضرت امیر نادر خشمت کے ہتھکنڈون سے واقف ہو کے یہہ کہہ گئے کہ برٹش گورنمنٹ کے لئو بغلی گھونسا خوب ہے۔ ایک روسی اخبار لکھتا ہے کہ جلوہرات پر حملہ کرنے کی کوئی ضرورت نہین۔ اور نہ کسی حال مین روسی سلطنت کو ایسا خیال کرنا چاہئے۔ کیونکہ ہم امیر کا رخ کرینگے تو کابلی پٹھان خم ٹھونک کے میدان مین آجاویگا اگرچہ ہندوستان کا راستہ چین سے سیدھا پڑتا ہے مگر پھر اسکو ایسی بیڑی ہے کہ جس سے اونہہ پھر منہ گر کے لڑ بھی نہ سکیگا اندیشہ ہے۔ امیر کابل کو کسی حال مین نہین چھیڑنا چاہئے۔ اگر ہمنے اسے چھیڑ چھاڑ کی تو کچھہ فائدہ نہین نکلیگا۔ ہمارا بنا بنایا کام بگڑ جائیگا۔ کابلی پٹھان انگلینڈ کا دوست نہین معاون نہین بلکہ اوسکے پہلو مین ایک کانٹا ہے جو ہمیشہ کھٹکتا رہتا ہے اسکو یونہی کھٹکنے دو۔ ہمارا مطلب یون ہی حاصل ہو رہا ہے۔ یہ سمجھہ مین نہین آتا کہ روسی اخبارات کو یہ کیا خبط ہو گیا جو ضیاء الملة والدین کو انگلینڈ کا دوست اور یار سمجھتے ہین۔ امیر صاحب نے ہمیشہ برٹش گورنمنٹ سے رفاقت کی۔ اور نازک موقع پر اسکا ساتھ دیا۔ سرحدی حبشی جس زمانہ مین بڑے زور شور سے اچھل کود رہے تھے اوس وقت امیر صاحب کابل مین بیٹھے ہے طبیعت کی جولانی نے تو بہت کچھہ قلا بازیان کھائی ہونگی۔ مگر وہ ضبط کئے خاموش تماشا دیکھتے رہے۔ اگر اسوقت وہ سرحدی وحشیون کو ذرا شہ دیدیتے تو پھر دیکھتے مزا آگ مین آگ بھڑکنے لگتی۔

ارمغان فرخ کا دسوان نمبر زیر طبع اور گیارہوان زیر کتابت ہے۔ غالباً اسی ہفتہ مین دونون تیار ہو کے روانہ ہو جائینگے اب رہا بارہوان وہ جنوری کے پہلے ہفتہ تک شائع کر دیا جائیگا آئندہ سے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ جس مہینہ کا پرچہ ہو اسی مہینہ کے پہلے ہفتہ مین شائع کر دیا جاوے۔ شاعرون کو چاہئے کہ [illegible]

سعادتمندی کا جوش

دیسی ریاستون کو لوگ کہتے ہین کہ بس یہ تو مخمل و کمخواب کے فرش پر پڑے رہے..... اوڑھنے بچھانے جاتے ہین خصوصاً گدی نشین رئیس تو سوائی چین جان کے اور کچھہ جانتے ہی نہین بسا اوقات بسترون ہی کو سون بھاگتے ہین بہت شجاعت مردانگی پہ دو ہی بیٹھے بیٹھے دکھاتے ہین مگر یہہ خیال لوگون کا سراسر لغو ہے۔ اب وہ دن گئے جو ریاستون کے مالک خواب خرگوش مین پڑے پڑے غفلت کے خراٹے اوڑایا کرتے تھے جیسے وہ انگریزی سایہ مین ہین پولیٹیکل ایجنٹون کی ڈانٹ ڈپٹ سے سب چوکنے بیٹھے ہین۔ اور خصوصاً اس زمانہ مین تو سب رئیس آٹھون گانٹھہ کمیت ہو گئے ہین۔ ہر رئیس یہی چاہتا ہے کہ میدان جنگ مین اپنے جنگی کرتب دکھائے۔ چنانچہ سرحدی وحشیون کی کود پھاند کے وقت کئی رئیس جوش مین آکے میدان جنگ مین جا دھمکے اور خوب خوب دل کے حوصلے نکالے۔ اب پھر اونکو موقع ملا ہے تو اکثر رئیس کلبلا رہے ہین۔ اور چاہتے ہین کہ برٹش گورنمنٹ کی عنایتون کا حق ادا کرین چنانچہ مہاراج کوچ بہار اور مہاراجہ بیکانیر نے درخواست کی کہ ہمکو میدان جنگ مین جانیکی اجازت دیجائے۔ مگر افسوس گورنمنٹ نے نامنظور کر کے انکے جوش پر پانی پھیر دیا۔ معلوم نہین کہ گورنمنٹ نے انکی جنگ کیلئے [illegible] کیون نہین منظور کی۔ [illegible] تمام۔ غالباً انکار کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے [illegible]

ارمغان فرخ کی ابتداء اشاعت سے جو حضرات خریدار ہین انکو خود معلوم ہوگا کہ انکی سالانہ مدت پوری ہو چکی۔ سال آیندہ کیلئے قیمت نہ مانگی گئی اسکی وجہ یہ ہے کہ ہماری طرف سے پرچہ کی اشاعت مین بے عنوانی ہوئی اور خریدارون کو انتظار کی تکلیف اٹھانی پڑی۔ یہ باعث نجابتمندی شان کے بالکل خلاف ہے [illegible]

بھاگے تو مگر چرکہ لگا گیا

ایسے میان فوج لوگ بھی بلا کے چلتے ہین۔ ہماری فوج مر کٹ اونکو شکست بھی دیدیتی ہے تو بھی وہ اپنا ہی پلہ زبردست رکھتے ہین۔ کمبخت نقصان اوٹھانا تو جانتے ہی نہین بلکہ ہر دفعہ اپنی ہار پر بھی ہماری فوج کا ہی نقصان کر جاتے ہین۔ ایک دفعہ انہون نے شکست کھائی تو بھاگ کر بھاگتے ہماری فوج کے ۲۰ آدمی بھی پکڑ لیگئے۔ اور جلی مین جو مقام لاڈرلیڈ پر جنگ ہوئی تو وہان بھی ہماری بہادر فوج نے اون کو شکست دی بلکہ اونکو بھگا ہی دیا۔ مگر بھاگتے بھاگتے وہ ظالم اپنا سارا سامان رسد سمیٹ لیگئے۔ تو پین بڑی رہ گئی تھین سو وہ رات کو اوٹھا لیگئے۔ ہماری بہادر فوج دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی۔ وہ کمبخت کی کرائی محنت کو خاک مین ملا گئے۔ دن بھر لڑ لڑ کے اپنا لہو پانی ایک کر دیا۔ اور یہ خیال کیا کہ شام کو بہت سا سامان رسد اور جنگی آلات ہمارے ہاتھ لگ جائینگے۔ مگر وہان دیکھا تو میدان صاف۔ معلوم نہین۔ ہماری بہادر فوج کس طور پر دشمنون کو شکست دیتی ہے کہ ہر طرح وہی جیت مین رہتے ہین۔ جیسے وہ لوٹ لیجاتے ہین ایسے ہی ہماری فوج اون کو کیون نہین لوٹ لیا کرتی۔ ہمین تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دانستہ طرح دے جاتی ہے۔ یہ سمجھتی ہے کہ لوٹ مار بھلے مانسون کا شیوہ نہین علاوہ اسکے اس حرکت سے کوتاہ ظرفی پائی جاتی ہے اسواسطے یہ اونکا سامان ایک سیکرو دیتی ہے۔

شعراء اب ذرا کمر کسکے تیار ہو جائین۔ ۹۹ کے بچے گلدستہ نکلگیا سب ختم ہو گئے۔ اب انشاء اللہ تعالی ہمیشہ وقت پر اشاعت ہوا کریگی۔ چونکہ جنوری کا گلدستہ آخر جنوری اور فروری کا شروع فروری مین شائع ہو جائیگا اسلئے دونون طرح لکھہ بھیجاتی ہین (جنوری کی طرح) [illegible]

مرے ہوؤں کو دھمکی

کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا
جو آپ ہی مر رہا ہو اوسکو گر مارا تو کیا مارا

گذشتہ ہفتہ کے پرچہ مین رفیق ہند نے ایک عجیب معاملہ پر گورنمنٹ ہند کو توجہ دلائی ہے جو واقعی نہایت غور طلب ہے وہ لکھتا ہے کہ چیفکورٹ پنجاب لاہور کے قریب ایک بہت بڑا بت نصب ہے جو لارڈ لارنس بہادر کی شبیہ ہے۔ اوسپر یہ فقرہ لکھا ہے۔

"WILL YOU BE GOVERNED BY PEN OR SWORD?"

یعنے کیا تم قلم کے ذریعہ سے محکوم ہوکے رہوگے یا تلوار کے ذریعہ سے۔ اللہ رے تلوار میان سے نکلی ہی پڑتی ہے۔ اسکو ہم دانشمندانہ پالیسی نہیں کہتے تو اور کیا کہتے ہین برٹش گورنمنٹ سنجیدگی۔ متانت۔ وفاداری۔ رحمدلی۔ رعایاپروری مین آپ اپنی نظیر ہے اور ایسے بیہودے بے تکے کیساتھ شجاعت کا اظہار کرنا نہایت ہی نامناسب ہے۔ اور تعجب ہے کہ اس لارڈ مرحوم کے بت پر یہ فقرہ لکھا گیا ہے جسنے اپنی خوش اخلاقی سے تمام رعایا کو خوش رکھا۔ جسنے ہمیشہ قدردانی اور متانت سے کام لیا جسنے بیٹھے بٹھائے سیدھی انگلیون گھی نکالا۔ اوس بہادر اور ہردلعزیز کے بت پر یہ کندہ کیا گیا۔ اوسکی روح کیا کہتی ہوگی۔ کیا گورنمنٹ کو اظہار شجاعت کے لئے اور موقعے نہین مل سکتے تھے۔ اور ہم تو یہ سمجھتے ہین کہ جب وہ واقعی بہادر ہو تو اس جوش و خروش کی ضرورت کیا ہو۔ کیا اوسنے ہندوستان کو اپنے قوت بازو سے فتح نہین کیا۔ کیا اوسنے ہندوستان کی حکومت دغابازی جعلسازی دغا یا فریب سے لی ہے۔ پھر جب امین سے کوئی وجہ نہین تو کیا وجہ ہے کہ دیسی رعایا پر ڈانٹ ڈپٹ کے لئے یہ حکمت عمل تجویز کیگئی ہے۔ اسکی تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کو خود اپنی شجاعت ہمت دلیری نظام ملکی پر بھروسہ نہیں ... بہادر کو چاہیے کہ خود بطرز توجہ فرماکے اس فقرہ کو اڑا دین۔

سانپ بھی مرے لاٹھی بھی نہ ٹوٹے

اے نگاہ مہر سے دل مست چشم قہر دیکھ
گر گرانے سے جو مرے اوسکو نہ دو تو زہر دیکھ

اسمین تو شک نہین کہ ہر گورنمنٹ کو رعایا کے دلوں پر اپنی شان و شوکت کا سکہ جمانے کیلئے طرح طرح کی تدبیرین کرنی پڑتی ہین۔ ڈانٹ ڈپٹ کے سیکڑون طریقے نکالے جاتے ہین جو واقعی نظام ملکی کے خیال سے ایک ضروری امر ہے مگر ہر کام کی حد ہر بات کی انتہا ہوتی ہے چنانچہ رعایا سے ہمیشہ بگڑے رہنا۔ اور اوسکے سر پر ہروقت تلوار کو کھڑا رکھنا اوسکے دل کو توڑ دیتا ہے۔ اسواسطے ہر گورنمنٹ کا یہی دستور رہا کہ سلطنت کے شروع شروع مین تو رعایا پر ایسی ڈانٹ ڈپٹ رکھی کہ گویا گورنمنٹ بڑی خونخوار ہے۔ جلاد ہے۔ قتال ہے۔ سخت مزاج ہے۔ اگر ذرا بھی خلاف مرضی کوئی حرکت ہوگئی تو یہ درندون جہان سے نیست و نابود کردیگی۔ اسی خیال سے رعایا کان دبائے پڑی رہتی ہے۔ اور اگر اسکے دل مین مخالفانہ خیال اور باغیانہ وہم کچھ ہوتا بھی ہے۔ تو رفتہ رفتہ سب گاؤ خورد ہو جاتا ہے۔ چنانچہ برٹش گورنمنٹ نے بھی جب ہندوستان پر سکہ جمایا تو کچھ روز کیلئے اوسنے اسی پالیسی پر عمل کرنا پڑا کہ جس سے ملکی رعایا کے دل مین ہیبت بیٹھ جاتی ہے۔ مگر چونکہ یہ چال تھی صلح پسند تھی اسلئے بہت جلد اسنے اوس پالیسی کا رخ بدل ڈالا جس سے رعایا بھی خوش و خرم ہوگئی سبحان ... مین چاروں طرف امن امان ہوگیا ہندوستانی رعایا مین جو کہ بانی رفادار بجانا ذرہ ہے اسنے بھی بیفکری کیساتھ پاؤن پھیلائے اور بطرح اپنی گورنمنٹ کی خیر منانے لگی۔ ابتدائے سلطنت سے آج تک کبھی ایسا نہین ہوا کہ دیسی رعایا میں سے کسیکو حکومت کا جوش اٹھا ہو اور یہی خیال ہے اسنے برٹش گورنمنٹ کو ہندوستان سے نکالدینے کی کوشش کی ہو۔ برٹش گورنمنٹ بھی اس بات کو اچھی طرح سمجھ گئی ہے کہ دیسی رعایا مثل مسکین بکری ہی پھیر سکے کی اسلئے اسنے بھی وہ ڈھیلی چھوڑ دی کہ ہر فرمانروا پڑا رہ جائے۔

یان لبون بھی آہ آہ اور وھون بھی واہ واہ

اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

دیسی رعایا ہر طرح اپنی گورنمنٹ سے خوش ہے۔ اسنے کبھی گورنمنٹ کے مجوزہ قوانین مین دخل اندازی نہین کی کبھی آزادی کیساتھ دیدہ دلیری سے منہ پھاڑکے زبان درازی نہین کی اسنے یہ نہین کہا کہ فلان قاعدہ ہمارے لئے سخت مضر ہے ہم اسکی پابندی نہین کرسکتے۔ گو کہ اس سے ہمارے نزدیک تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ کوئی قاعدہ آجتک ایسا گورنمنٹ نے نافذ ہی نہین کیا جو واقعی دل آزار ہو دلشکن ہو۔ رعایا کیلئے مضر اور مہلک ہو۔ مگر عوام تو قواعد کے اصول کو نہین سمجھ سکتے جس قاعدہ کے عملدرآمد سے گرہ مین سے پیسہ نکالنا پڑا ہو یا ظاہری تکلیف برداشت کرنی پڑی ہو ممکن ہے کہ ہزارون آدمی ایسے قاعدے کے مخالف بھی ہوتے ہون۔ لیکن خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آجتک بے ہی طور پر دیسی رعایا کے کسی گروہ کی طرف سے مخالفت یا بغاوت نہین ہوئی۔ طاعون ہفتون کی بدولت بعض جاہلون سے ایسی حرکتین ظہور مین آگئین کہ جنسے مخالفت قوانین کی بو آتی ہے مگر درحقیقت انہون نے گورنمنٹ کی مخالفت نہین کی بلکہ عملدارون کی سختگیری سے ناراض ہوکے اپنی دانست مین انہی کی سرکوبی کی چونکہ وہ جاہل تھے اور انکا خاص منشا بھی گورنمنٹ کی مخالفت کا نہ تھا اسلئے انپر بھی بغاوت کا الزام نہین عاید ہوسکتا۔ غرض دیسی رعایا مین سے آجتک کسی فرد نے بغاوت کا خیال تک بھی نہین کیا اور نہ کریگی۔ بلکہ ہم تو یہ کہتے ہین کہ یہ اگر کرنا بھی چاہے تو نہین کرسکتی کیونکہ اسمین یہ مادہ ہی نہین۔ چنانچہ سالہاسال کے تجربہ سے گورنمنٹ بھی خوب اپنی دیسی رعایا کے رنگ ڈھنگ کو سمجھ گئی ہے کہ یہ کسیحالت مین سرکشی نہین کرسکتی اسلئے اسنے بھی ایسی رعایا پر حکومت کرنیکے لئے وہی طریقہ اختیار کیا جو ہر طرح باعث آسایش ہے یہی گورنمنٹ اور رعایا ... ثابت کرسکتے ہین ... احتیاط کی ... کسی دیسی رعایا کیطرف سے ذرا بھی ... غیر اطمینانی کا اظہار ہو ...

معرکہ آرائی

سات حرفون کی تحقیق کا بقیہ

پان:- یون تو اس چیز کو سارا زمانہ جانتا ہو مگر پنجاب میں بہت کم رواج ہو اور ہندوستان میں سب سے زیادہ اسکا خرچ ہے - کوئی گھر ایسا ہوگا کہ جس میں یہ نہ کھایا جاتا ہو - اس کے خواص تو بہت سے ہیں مگر سب سے بڑا خواص تو یہ ہو کہ انسان کے جسم میں خون پیدا کرتا ہے دہلی کی عورتیں زیادہ کھاتی ہیں - اور لکھنؤ کے مرد - لکھنؤ کے بازارون میں عورتیں اسکی دوکان کرتی ہیں - لوگ انکے گھورنے کی غرض سے پان خریدنے جاتے ہیں - پان عورتون کا سنگھار بھی ہے - ہندوستان کی عورتیں اسی سے دھڑی جماتی ہیں - اور لکھنؤ کے مرد - پان لکھنؤ دوائیون میں بھی کام آتا ہے - پان ایک بیل کا پتہ ہے - آگرہ آباد - کلکتہ - بھوپال کیطرف زیادہ پیدا ہوتا ہے - ہندوستان میں اسکی تجارت بڑے زور شور پر ہوتی ہے -

پاپڑ:- یہ ماش کی دال کا خمیر اوٹھا کر سیاہ مرچ اور زیرہ ہینگ ڈال کر مین سے بیل کر بنایا جاتا ہے پنجاب میں کم ہے - مسلمان کم کھاتے ہیں - اور ہندو لوگ پرشاد زیادہ مہمانون کی ترکاری اور پروسنے کو کھا کر دو لوٹے پانی کے پئے - اور پیٹ پھول کر سینہ کا کپا بنا - اب دہی کا پاپڑ لیکر کھایا اور گھی پر توٹ لگائی - اور ڈکار توند پر ہاتھ پھیرا - دو چار ڈکاریں لی تاتمین اور ڈاکٹر کرو پانچ ڈکاریں لین سارا بوجھ ہلکا ہوگیا - پاپڑ تیل میں تل کر بھی کھاتے ہین اور توے پر بھون کر بھی ستھی کی آگ سے بڑھایا جاتا ہے دو پیسہ بھر خمیر کر روٹی کے برابر بڑا بیلنے میں اکثر پنجابی سکھ اسکے بنانے میں کاریگر مانے گئے ہیں - ہندوستان کے اکثر شہرون میں انکی ایک ایک دو دو دکانیں ضرور ہیں - پنجاب میں بہت کثرت سے رکھتے ہیں -

پنیر:- یہ بھیڑ کے دودھ کو پھاڑ کر بنایا جاتا ہے ہندوستان کے سوا اور ملکون میں کم ملتا ہے - اسکا کھانا مسلمان لوگ ناجائز بھی سمجھتے ہیں - مگر کھاتے بھی ہیں - دہلی والون کی زبان میں ایک مثل بھی مشہور ہے کہ خشکہ کھاؤ پنیر کے ساتھ - اسکو گھی میں تل کر بھی کھاتے ہیں اور کچا بھی -

پری:- اسکا صرف نام ہی نام سنا ہے کسی نے دیکھا نہیں - صورت انسان کی سی بتاتے ہیں مگر بازو پر دو دو پر بھی بتاتے ہیں - یہی وجہ ہے اسکا نام پری رکھا گیا - خوبصورت بہت ہوتی ہے - اکثر شاعر اپنے معشوق کو پری مثال بتاتے ہیں - عام زبان میں بھی یہ بات ہے کہ فلان عورت کیا حسن پری معلوم ہوتی ہے - کشمیر یورپ کی خوبصورت لیڈیان جنکے سفید کپڑے پر کے مانند اوپر سے پھولا ہوا ہے اور کمر بھی بہت پتلی ہوتی ہے انکو دیکھکر لوگ کہہ دیتے ہیں کہ شاید یہی پریان ہیں - پریوں کے رہنے کی جگہ کوہ قاف بتاتے ہیں - نہ وہان تک کوئی گیا اور نہ کسی نے دیکھا مشہور ہے کہ راجہ اندر کے اکھاڑے میں پریان ناچا کرتی تھیں ولایت کی آئی ہوئی تصویرون میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ خوبصورت عورتون کے بازو کو نمبر دار لگی ہوئی ہیں -

پاگل:- سڑی سودائی کو کہتے ہیں - خواہ گرمی کی وجہ سے ہو - یا کسی کمسن از راہ حسین کی بھولی بھالی صورت دیکھکر اسکی محبت میں ہو - محبت تو ایسی چیز ہے کہ انسان کیسا ہی ہوشیار کیون نہ ہو اسکی بھی اوسان جاتے رہتے ہیں - اور خواہ مخواہ پاگل ہو جاتا ہے - انسان کے حواس خمسہ میں جہان فرق آیا اور اوسے ایسے ہی کام ہونے لگتے ہیں کہ اوسکو لوگ پاگل بتانے لگتے ہیں -

کیسی چاند سی صورت دل میں اوتر آئی پھر پاگل ہونا کون مشکل ہے - اب یا تو وہ ملنے سے رہا ہے یا قسمت سامنے ہو - اور نہیں تو طبیعت کی چول بگڑی رہتی ہے اگر جو کسی سے پانچ چھ روز کہ وہ موہنی صورت پنہان ہوگئی تو پوری ہی قیامت آگئی - چپ ہو لگی تو اب زمانہ کو تو کیا ہوتا ہے - کوئی کیسے ہی مطلب کی بات کہے منہ دیکھنے کے اور کوئی جواب نہیں - غرض اوسی کی ... بخار آگیا - کھانسی ہوگئی - دم چڑھ گیا - جب تک وہ سالونی سلونی صورت نہ دکھائی دی جب تک ... میں نہ آئے - وہی تباہی بکنا - آپ ہی آپ باتیں کرنا کا نام تو پاگل ہے - ایسے لوگوں کے لیے سرکار نے بھی تو ایک مکان الگ بنا رکھا ہے - (باقی آئندہ)

حافظ قمر

دہلی آسمانی منظر آچل دو ہوئے

ٹائیں ٹائیں فش

پنچھاور - جاگتے ہو - سوتے - خیر سے تو ہو - ناحق گھبرا رہے ہین اونہوں نے تو جھٹ سے پٹ سے کہنے کو لگے سے مزاج کا جوبن لوٹا رہے تھے اور سچ پوچھو تو سب جاگتا ہی جاگ رہا دن کے سایہ تلے حشر تک سوتا پڑا ہے خاک کے سایہ تلے دیکھ و ستمگری کتنے - دہلی پل چل سے ہل پل بلکہ اتھل پتھل مچی اور ہم اہل دہلی بلائے آسمانی سے بال بال بچ مرنو مبر کو بادل اور صبح سے نجومیون کی پارٹی منہ چڑھ ہوئی - اتنی بڑی لام کی دو رہینون سے سوائی الف کے کچھ نہ سوجھا - کل غیبی دعوے غائب غلہ ہوگئے - ایک بھی ستارہ نہ نکلا - نہ دھار نہ بے دم - نہ کسی ستارہ نے آسمان پر چکر لگایا نہ زمین کو ٹکر - نجومیون کی کلہ گو ڈر ہوگئی انتظار نے جو سہا کی رات آنکھون میں کاٹی - اگر ادن کو لام کا ڈر تو شبیہ اوسی کا ثواب بی منتجان کی بشنیون کو مل ہی رہیگا - اب افواہ سنا گیا ہے کہ لندن سے کوئی آئینگے اور دسمبر کا مہینہ ہندوستان ہی میں بسر کرینگے لیکن مجکو اسمیں تامل ہے کیونکہ لندن مصدری علاوہ کی وجہ سے بے تکی غیر مشتق مصدر رہے -

ہر یہ امر کہ نادر لکھیگا اسکی بابت اب وقت کا خیال
قریب ہے کہ نامعت تو ساری بگڑے ہی ہوئے ہیں۔ بعض تو ایسے
عجیب ہیں کہ اندہوں کو بھی دن کو چمکتے نظر آجاتے
ہیں اور بعض ایسے عجیب کہ ہزار دوربینیں لگاؤ آنکھیں
پہاڑ پہاڑ کے دیکھو دن کو تو دن کو رات کو بھی نہیں سوجھتیں
دوسرے ان میں سے جن کو رات اونکی اور تو دن ہی آتی
... وہ دن ہی کو خشک بنا دوربین سے تارے دیکھ
لیتے ہیں۔ رات کو تو ہی معدوم کے نہیں سوجھتا۔
دوسرے جن کو دن اونہی میں ملکہ ہے وہ رات ہی کو نہیں
آسمان کے تارے لاتے ہیں۔ دن کو سنسان ...
پڑے پڑے پادری صاحب کے تیز ان خدا کے سچ بچاری
ہیں جسکو تمام کر دیتے ہیں۔ حضور پنجاب نے صحیفہ بنایا
در پلیٹ معلوم کر لیا ہے کہ سرخ و سفید رنگ کی مارڈ
ڈالے۔ اور بہت ڈالے۔ مسٹر کالوں کے فرق پر بحث کی ہم
انکار وشن تیغ افریقہ کی سمت ہوتے ہی اس خط میں
تو ہوں کہ پل کی سی بل چل پڑ گئی۔ اور ابھی تک وہاں کی
تقابل گورے کالوں کا ہی رہا۔ گریہ در گور۔ کالے درد
کال ہو رہے ہیں مجھے جاننا ہوگا کہ گوروں گوروں کی
عمر ہی ہے جو کالے نہیں بھیجے جاتے ہیں نہیں گورے
ہیں ہیں۔ عیسائی ہیں تو ہوا کریں۔ یہ کچھ ضرور نہیں
کہ عیسائی ہوتے ہی سفید چمڑی ہو جائے یعنی یہ
گلٹ ہو جائے سکتے نہیں اکتسابی عرض یعنی اگر بکہ
رود وہ چون بیابہ ہنوز خربلہ شدہ ہندوستان ہی آپ
دیکھ لو کہ چمار عیسائی ہوئے تو کیا گوری بہو کا بچہ
وہی کالا منہ نیلے ہاتھ پاؤں۔ ان میں اور افریقہ
ان میں صرف اتنا فرق ہے کہ وہ پشتینی ہیں
پشتینی۔ افریقہ کا مادہ فرق یعنے سر سیاہ
ہے کہ کالی چمڑی والوں کا مسکن ہے اون کے
لئے کیسے کالے ہی کالے بھیجے جاتے تو جو خامی تھی
نہیں تو تمام ہندوستان کے وفادار عیسائی بھیج
دئے جاتے۔ رنگ سو رنگ اور سوت سو سوت مانا سہی

فوجی باجہ کی اس گت پر (مطرب خوش نوا بگو کالا۔ کالا رنجر
کالا ہے کالا سو بہ سو۔ کالا ہے کالا دو بدو) ایسے کٹ کٹ کے
لڑتے کہ پچھلے منہ بیٹھے رہجاتے۔ انکی ہاں جان مُردہ چہرے
کے بہ بچے تو اوتار دیتی ہیں کیا زندہ چیتے کا لشکر لگا
بیٹنے دیتیں ہیں افریقہ والے کوٹ پتلون ڈانٹ کر مقابلہ
میں جتے ہونگے تو ہو بہو ضلع گوڑگانوں والے کوے
اور بگلوں کی لڑائی کا لطف آتا ہوگا۔ جو کئی سال ہوئے
ایک جھیل پر ہوئی تھی۔ کوسوں تک ایک جانب سفید
فرش معلوم ہوتا تھا اور ایک جانب سیاہ۔ دور دور
کی خلقت تماشہ بین بنگئی تھی۔ اکثر دلی کے نظر باز بھی
دیکھنے گئے تھے۔ ہاں ایک بات ضرور ہے افریقہ والوں
کی میموں کے بیروں صفات چہرے پر ہندوستان کی
چمر لیتی میموں سے بڑھ بڑھ کر یوٹ شاہی سلونا لگ
پیدا ہوتا ہے۔ ہندوستانی عیسائی ہتیا مار دیں
تو خیر مگر او شکو دیکھکے جان نہ دیدیں۔ اگر جان دیدے
تو وہ نامعقول کالے گنے کی جھول چھوٹے منہ بڑی
بات کی امداد ڈھونڈ گر لگ گئی ہے تھے ان ابول نقروں
سے ڈھوئیں اوڑا دینگے۔ جو منہ میں آئیگا بک دینگے۔

راقم ذبیح دہلوی۔

لکھنو کی چہ میگوئیاں

سچ کہتے ہیں کہ بارہ برس کے بعد گھورے کے دن بھی
پھرتے ہیں نہ کہ یہ تو ماشاء اللہ سے شہر شہر اور
شہر بھی کیسا ہندوستان کا نامی اور نام آور شہر
جہاں کسی زمانہ میں چہل پہل تھی جہاں کا حاکم بادشاہ
کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ مگر خدا بھلے گورنمنٹ کو
جسنے اوسکی رونق کم نہیں کی۔ ۲۰ دسمبر کو جناب
معلی القاب حضور پرنور والیسرائے بہادر کا دربار
ہوگا۔ تمام تعلقہ داران اور روسائے شہر
خاندان شاہی کے ممبر داخل دربار ہونگے اگرچہ ابھی
دربار کے روز باقی ہیں مگر تعلقہ داروں کی آمد شروع

ہو گئی۔ طرح طرح کے رنگ برنگی وضع کے سپاہی دیکھنے
میں آتے ہیں۔ ہر رئیس کے یہاں کے ملازموں کی بندوقیں
بسنت ہے۔ ٹھاٹھ ہی جدا ہے۔

اور لیجئے دسمبر میں دربار اور دسمبر ہی میں
کانگریس کا اجلاس۔ کانگریس کا پنڈال قریب اختتام
ہے۔ کئی ہزار پلنگ کرسیاں تیار ہوئی ہیں۔ یہ تو
سب کچھ ہوا مگر ابکی کانگریس والے آسمانی خبروں
سے بھی مدد لینگے۔ اسیوجہ سے پنڈال اونچا بنا کر
واللہ مزے آرہے ہیں۔ ایک طرف تو کانگریس والے
اپنی طرف لوگوں کو پھسلا پھسلا کے گھسیٹ رہے ہیں
اور دوسری طرف اینٹی کانگریس والوں کے اشتہار
موٹے موٹے حرفوں میں جابجا لگائے جا رہے ہیں
کہ خبردار نیشنل کانگریس میں مت شریک ہونا اُنکی
دہوکہ بازیوں سے بچو۔ کلکتہ۔ بمبئی۔ مدراس کے آنے
والے ڈیلیگیٹوں سے ہرگز مت ملنا۔ ایسا ہو کہ تم
بھی طاعونی شکنجہ میں جکڑ جاؤ۔ یہی ہم بھی بیٹھے
بیٹھے دیکھ رہے ہیں کہ پالا کس کے ہاتھ رہتا ہے
مگر یار لوگوں نے یہ طاعون کی پخ ایسی لگا دی
ہے۔ اور یہ ایسا چلتا ہوا افسون ہے کہ شاید کارگر
ہو جائے۔ اور ہماری رائے تو یہ ہے کہ اینٹی کانگریس
والے میاں طاعون بہادر ہی کو اگر اپنی کانگریس کا
سکرٹری قرار دیدیں تو نیشنل کانگریس والے
ایسے دُم دبا کے بھاگیں جیسے تیوا سے مارواڑی
رعایا۔ یا جنگ جنوبی افریقہ سے ہنگری سپاہی۔

۲۲ر نومبر کو نواب صاحب رامپور تشریف لائے
اور ۹ ہوکر ... باشد۔ بھی نہ معلوم آجکل سکرٹریوں
میں لہو و لعب کا فاسد مادہ کتنا جمع ہو گیا ہے۔ جو
گورنمنٹ کو اوسکا اخراج کیا ضرورت ہوتی ہے۔ ہا
بڑی بات ہے۔ چھی چھی چھی۔

راقم نامہ نگار
ضیغم شوخ نگار

پنجۂ نگارین پر ایک سرسری نظر

شاعری کھیل نہیں ہے کہ جو چاہے کھیلے

کھوٹ شاعروں کے گروہ گھنٹال مسٹر بیبی پنجہ اور لیجئے مادہ دلت ذرا کی تحریر کے مطابق بہت ہی عجلت چھپ چکا ہے ہمارے مخالفین اگر نظر انصاف سے دیکھیں تو یقیناً عمدہ اور بامعنی سبق حاصل کر نہیں حضرت کا ساتھ ہوں گے لیکن افسوس تو یہ ہے کہ ذرا ایسی باریک نگاہ کہاں سے لائیں گر ہم تو اپنا فرض ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں کہ ورک طبع کیا جائیں کہ میں جو معلوم ہوں ۔ پڑا ہی چہرہ ہنگی پر پروا بد نمائی کا ۔ (اثر تمیذت ع) اب ان کا ذکر کیا ہو غضب کا نکھار ہے ۔ چہرہ ہن کے دن ہیں آمد فصل بہار ہے ۔ ان بہی پچ کہتے ہو جوبن کو دن اور فصل بہار آتے ہی بگڑ (برو زن گذا) جائنگے ۔ اپنا ذکر چھیڑ دو ۔ ایسا نہ ہو تنگ مار بیٹھیں ۔ (ترچھی نگاہ میں بھی کوئی دیر وار ہے ۔ دم بھر میں فیصلہ ہوا یہی وار پار ہے) کسکا فیصلہ اور کیسے وار پار ۔ خدا خنجر کو زخم حوادث سے بچائے ۔ ورید دار کا ثبوت ۔ یاد ہی بے تکی ہانک ۔ (آفت کی سوز شین میں یاک کے گداز ہیں ۔ آہیں نہیں ہیں دود چراغ مزار ہے) پھر وہی خالی خولی لفاظی ۔ مطلب کی دم میں کسی ہے تکے مہمل شاعر کی بے تکے گھونسے نہ ہیچ دار ٹوپی ۔ دو دو نو مصرعوں میں رلیا ۔ شعر میں تو گداز نہیں بہتا ہو تو گداز ہو ۔ (ہر ہر نفس پہ داغ جگر لیلیا گئے ۔ یہ نو نہال اشک شاداب ہو ہے) او وصل وحل کیا شاعری ہے ۔ داغ جگر کا ہلیانا کیا معنی ۔ کیا اشک اندر ہی نیک پڑے ۔ یہ محض بے ثبوت ۔ ہر ہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مضمون تو سوجھتے ہیں البتہ ساون کے .... کو ہری ہری سوجھتی ہے ۔ (بزم عدو میں دیکھنے والے بستی میں ۔ پہلو سے بیٹھے کہیں ۔ ماں کو پیار ہے) علاوہ اوروں کے بزم عدو میں آپ تو مزدور جھانکنے گئے ہوں گے ۔ دوسرے مصرعہ نے اردو میں نہیں

تی سوح بیہودگی ہے ۔ کیوں کسکے پہلو سے ۔ کیا آپکے بچہ ہو تیں (سہ یہ طرفہ چشمی کبھی آنکھیں مل گئی ۔ دیکھا جو خار زار میں پا نگار ہے) بھلے مرحبا ۔ آفرین کیوں نہ ہو ۔ بہار شاہ نازک خیالان ۔ مبارک باد مرگ نو باستاد ۔ کیا تال میل ملایا ہے سمجھو گے ۔ (کیا کہتے لفظ لفظ میں خنجر سے آپکے ۔ لطف سخن پہ جان عدو تک نثار ہے) ہاں کیوں نہیں اپنا پہلو بچا کر عدو کو آگے دیکھو .... کیا بات پہ معشوق کیا ۔ ذرا سوال کا جنگی سپاہی ہے ۔ نہ معلوم دوسرے مصرعہ نے کیا لطف پیدا کیا ۔ اور اس مجذوب کی بڑ کا حاصل کیا ہوا ۔ (سہ دیکھا کہ زلف چھوٹ لی گر خبر سنور گئے ۔ تو بھی کہا اور بھی کوئی امیدوار ہے) اور بھی سے کیا مراد ۔ عدو شاید لے چکا ہوا اور آپ لیموں نمک ہی چاٹ کر رہ گئے ۔ سنور نا بھی ایک اندھیر ہو گیا عجیب بات ہے ۔ اللہم زد فزد ۔ (مٹی ہو چمن سر لی سلیٰ صدائیں ہیں ۔ یوں کیا کر نوازی ابر بہار ہے) سرقہ کیا ہی اور کر بانجانا ۔ کیا پڑھ پنے سے مصرعہ لکھا ہے ۔ سے ہو چمن اسکو آگے کا "ہو" کیوں کھا گئے جیسے " سے ہو وہی گنج باغ ہو ساقی ہو اور ہجوم افسردہ تلمیذ شاعر ۔ سہ (ترچھی نظر سے کیوں جا سینہ نگار ہے ۔ تو ہی بتا کہیں یہ عداوت کے پیار ہے) معشوق کی عداوت ہی پیار ہوتی ہے ۔ کیوں کچھ سمجھے لا رحب اور ترچھی نظر کا جگر چھیدنا خاصہ ہے سہ (رو رہے کیوں کھٹکتا ہے اپنا تن ضعیف ۔ صیاد کی نظر میں یہ تنکا ہی خار ہے) صیاد کو خار سے کیا مناسبت ہے ہر تو بوجھن مرزنگی بات ہو گئی ۔ کچھ آیا سمجھ کے درمیاں میں ۔

(باقی آئندہ) راقم وہی کلہ شکن رونق دہلوی ۔

مکمل تاریخ جنگ روم و یونان ۱۹۱۲ء

(مرتبہ قاضی محمد جلال الدین صاحب مصنف عقل کل وغیرہ) اس دلچسپ جنگ کی صرف یہی ایک کامل تاریخ ہے جو ساعت بساعت واقعات کی ترتیب کے لحاظ رکھکر زائد از تین سو مضمون صفحوں پر سرباره چھاپی گئی ہے ۔ یکسی ایک شخص کی تحریر کا ترجمہ نہیں ہے بلکہ چند رہیس معزز اشخاص کے چشم دید واقعات قلمبند کیے گئے ہیں جو ایک ہی وقت میں مختلف مقامات میں خاص اسی کیلئے مقرر کیے گئے تھے ۔ اور تفصیل اُن معزز شخصوں کی جنکی مطبوعہ تحریروں سے اکثر حصہ تاریخ کا مرتب ہوا ہے ۔

نامہ نگار ڈیلی نیوز ہمراہی عساکر عثمانیہ ۔
نامہ نگار ڈیلی نیوز ہمراہی افواج یونانی ۔
نامہ نگار ٹائمز متعینہ ایتھنز و ہمرکاب افواج یونانی ۔
نامہ نگار ٹائمز متعینہ ایتھنز ۔ ایپائرس ۔
نامہ نگار رویٹر ہمراہی افواج ٹرکی ۔
نامہ نگار رویٹر ہمراہی افواج یونانی ۔
نامہ نگار ڈیلی میل ہمراہی مارشل ادھم پاشا ۔
نامہ نگار مارننگ پوسٹ لنڈن ۔
نامہ نگار نیو فری پریس ۔
نامہ نگار پایونیر ۔
نامہ نگار فرینک فرٹر زیٹنگ ۔
سر ایلس ایشمیڈ بارٹلیٹ ممبر پارلیمنٹ ۔
کپتان نارمن صاحب ۔
مسٹر فرینکلن بولین ۔
سر الفرڈ ملنر (مؤلف تاریخ مصر) ۔
نامہ نگاران المؤید مصری ۔ اسٹانڈرڈ ۔
کرانیکل لیوانٹ ۔ ہیرلڈ ۔ (شامی) اقدام ترکی ۔
صباح ترکی وغیرہ ۔

جاسوسونکی رپورٹین

۲۳ نومبر کے لندن ٹائمز مین لیڈی سمتھ کا مراسلہ نگار کا تار شایع ہوا ہے کہ یہان کیحالت روز بروز ابتر ہوتی جاتی ہے۔ دشمن کی گولہ باری بہت سخت نقصان پہنچا رہی ہے۔ اور محصورین آفت مین پہنسے ہوئے ہین۔ اب ڈچ فوج جنیوا کے علم کا بھی کچھ لحاظ نہین کرتی ہے۔ لیڈی سمتھ مین سامان رسد بہت گھٹ گیا اور سبکو کھانے پینے کی سخت تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔

رایٹر لیڈی سمتھ سے تار دیتا ہے کہ اگرچہ دشمن کی گولہ باری جاری ہے مگر اس سے ہمارا کچھ نقصان نہین ہوتا۔ ایک آدھ گولہ شہر کے کسی مکان پر گرتا ہے (بارود بالکل ناقص اور کمزور ہے) واہ رایٹر تونے دل خوش کردیا!

ملٹ کمبرلی سے ۲۰ نومبر کو تار دیتا ہے کہ ہماری فوج نے ۱۰ نومبر کو اسفرنٹین سے دشمن پر شبخون مارا کر لینیر کے قریب دشمن کی توپون پر قبضہ کر لین برٹش فوج نے دشمن کے مورچے زخمی کر لئے مگر پہلے مورچہ کی پرزور آتش افشانی نے ہماری فوج کو پسپا کر دیا (مجبوری!)

رایٹر مراسلہ نگار کیپ ٹاون سے تار دیتا ہے کہ ۱۱ نومبر کو ڈچ فوج نے کمبرلی کے جنوب مین مقام مگرتا ٹاون پر قبضہ کیا۔ اور اسکو اپنی سلطنت مین شامل کر لیا۔ یہان کے ڈچ باشندون نے دشمن کا بڑی خوشی سے استقبال کیا۔ کیونکہ وہ پہلے ہی سے آمادہ بغاوت تہے۔ (صبر و شکر!)

نٹال کے تین ہزار فوج کمانڈنٹ کرونجے کی معاونت نے پہنچے۔ اور میفکنگ کی ساری ڈچ فوج کمبرلی کے دشمنون سے مل گئی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اگلی بڑی لڑائی کا پرواز در مقام سپٹنفونٹین پر ہوگا

کمبرلی سے یکم دسمبر کو ایک تار آیا جو مظہر ہے کہ فوج کی نقل و حرکت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مقام سپٹنفونٹین پر ایک بہت بڑی جنگ ہونیکا اندیشہ ہے۔ ڈچ فوج بڑی مستعدی سے لارڈ میتھوئن کے قریب مورچے تیار کر رہی ہے اور انکے استحکام کی بہت کوشش کر رہی ہے۔

لارڈ سالسبری کو شفائے کلی حاصل ہوئی اور وہ کیبنٹ کے اجلاس مین شامل ہونگے۔

تہر تاریخ کو خبر آئی کہ رسدی سٹیمر اسمور معہ ۹۳ وین باٹری و ۹ وین میڈیکل کمپنی اور ۱۰ وین حصار رجمنٹ کے ایک حصہ کے جزیرہ سینٹ ہلینا کی ٹیکریون مین پہنس گیا۔ تمام لشکر تو بخیریت خشکی پر اتار لیا گیا۔ مگر گہوڑے اب تک جہاز ہی مین پہنسے ہوئے ہین اسلئے کہ انہین اتارنےمین بڑی دقت پڑتی ہے۔ ڈورس سٹیمر معہ نیوب سٹیمر ور رسدی جہاز کو ملبس کے اسمور کی امداد کیلئے روانہ کیا گیا ہے خوش قسمتی سے دریا مین طوفان نہین ہے۔

ڈچ فوج کولنیزو کے قریب برٹش حملہ کی منتظر ہے اور اپنے قدیم مورچے پر جمع ہو رہی ہے۔ اون کی مستعدی ظاہر کر رہی ہے کہ وہ اسبات پر تلے ہوئے ہین کہ برٹش فوج کو کسطرح دریائے ٹوگیلا کو عبور نہ کرنے دین۔

باسوٹولینڈ کی تازہ خبرین مظہر ہین کہ یہان کا جوبلی نامی سردار لوگون کو برٹش گورنمنٹ کے خلاف بہکانیکی کوشش کر رہا ہے دوسرے سردار وفادار ہین۔

اخبار ایکو لیڈی سمتھ کے مراسلہ نگار کے تار سے مظہر ہے کہ ڈچ فوج نو ہزار گز کے فاصلہ سے اپنی بڑی توپون کی صف سے گولہ باری شروع کی ہے۔ کل اور آج جاری رہی۔ یہ توپین چارون طرف چل رہی ہین اور انکی بارود بہت ہی زوردار ہے اسوجہ سے ہمین سخت نقصان پہونچ رہا ہے۔ ہمارے اکثر خیمے برباد ہوگئے۔ ڈچ فوج کی ۲۳ توپین محصورین پر آتش افشانی کر رہی ہین۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ڈچ لوگون نے لیڈی سمتھ سے کولنیزو تک کی پہاڑیون مین مورچے قایم کرکے اونکو بہت مستحکم بنا رکہا ہے۔

سٹیمر سماٹرا لیڈی سمتھ کے مریضون کو لیکر دریائے ٹیمس مین پہنچا ہے۔ اکثر مریض پیچش مین مبتلا ہین انکا ذکر ہے کہ لیڈی سمتھ کی آب و ہوا بہت خراب ہے جو ہماری فوج کے حق مین زہر کا اثر رکہتی ہے۔

اخبار مارننگ پوسٹ لیڈی سمتھ کے ۱۵ نومبر کے تار سے مظہر ہے کہ ان چند روز مین ڈچ فوج کی گولہ باری نے بہت سخت نقصان پہونچایا۔ کل کی گولہ باری سے لیور پول اور گلوسسٹر رجمنٹ کے ۱۱ آدمی مقتول ہوئے انکے علاوہ نٹال پولیس کے کئی سپاہی اور چند سویلین بھی مقتول و مجروح ہوگئے۔ ڈچ محاصرین کی تعداد دس ہزار ہے۔ ہمارے سپاہیون کیحالت بہت اچھی ہے مگر بیماری تاخیر سے وہ بہت بے صبر ہو رہے ہین۔

طاعونی شکار

تاریخ ماہ دسمبر	تعداد بیماران طاعون	تعداد اموات طاعون	تعداد اموات تمام امراض
۳	۳۴	۱۷	۱۴۰
۴	۱۹	۲۶	۱۵۷
۵	۳۱	۱۹	۱۶۲
۶	۴۰	۲۵	۱۶۴
۷	۳۷	۲۵	۱۶۱
۸	۳۳	۲۸	۱۴۸
۹	۴۰	۱۹	۱۶۱

مطبع حمیدی واقع بمبئی بھنڈی بازار مین حکیم محمد عبد الحمید فرخ دہلوی مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا